قادیانیت کا علمی محاسبہ

پروفیسر محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیت کا علمی محاسبہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ (کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ)

مترجم: مولانا محمد صادق ضیاء

حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول وخاتم النبیین ہیں۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

جبکہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی (۱۹۰۲ء) کہتا ہے! "میں آپ کو پہلے بھی وضاحت سے بتا چکا ہوں اور ایک بار پھر کہہ رہا ہوں جو کلمات میں بولتا ہوں وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہیں جس طرح قرآن اور سابق کتب سماوی (تورات، زبور وانجیل) کلمات اللہ ہیں۔ میں اللہ کی طرف سے ظلی وبروزی نبی ہوں۔ ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ دین کے معاملات میں میری اطاعت کرے"۔

شروع شروع میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح ہے۔ بخدا اس نے سچ ہی کہا ہے کیونکہ وہ دجال کذاب کی مثل ہے پھر ذرا ترقی کی تو دعویٰ کیا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ بخدا اس نے یہ بھی درست کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بعض الشیاطین کو شیطان جھوٹ اور فریب کی باتیں القاء کرتا رہتا ہے۔ پھر اس نے دعویٰ نبوت ورسالت کیا اور لکھا کہ! "اللہ وہ جس نے قادیان میں رسول بھیجا"۔ اور اس نے لکھا کہ! اس کی طرف ایک آیت نازل کی گئی جس میں کہا گیا کہ! "ہم نے اسے (مرزا قادیانی) کو قادیان مین مبعوث کیا اور ہم نے سچائی دیکر بھیجا"۔

اس نے یہ بھی کہا کہ جس احمد کے آنے کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی وہ میں ہی ہوں۔ پھر اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ تمام نبیوں سے افضل ہے۔ وہ کہتا ہے عیسیٰ ابن مریم کو بھول جائیں غلام احمد اس سے افضل ہے"۔ (امام احمد رضا، قہر الدیانی)

۱) یہ کتاب لکھنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو بتایا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں اور مریدین کو مکمل طور پر مسترد کرنا ان سے دور رہنا کیوں ضروری ہے؟ مرزا قادیانی نے ایک مسلمان کی حیثیت سے زندگی کا آغاز کیا اور بدترین حالت کفر میں واصل جہنم ہوا۔ اس کے پیروکار اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں اور جس نے اس کی پیروی کی ہے اس نے دونوں جہانوں کی تباہی مول لی ہے۔ مسلمانوں کو صحیح طریقے سے خبردار کرنے کیلیے اس مقالہ میں آگاہ کیا جائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کون تھا اور نے کیا کچھ کیا؟

ہم آپ کو بتائیں گے کہ اس نے یہ کام کس مقصد کی خاطر کیا اور مسلمانوں کو ان بے دین مرتد لوگوں سے

کیوں دور رہنا چاہیے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ لازماً اس کذاب کو مسترد کردیں۔ یہ بات خاص طور پر بہت اہم ہے کہ اس بات کو اجاگر کیا جائے کہ اس نے کیا کیا؟ مغرب میں رہنے والے لوگوں نے صرف یہ سنا ہے کہ غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں پر پاکستان، افغانستان اور دیگر کئی ممالک میں مسلمانوں نے بہت ظلم کیا اور انہیں سخت سزائیں دی ہیں۔ یہ مغربی لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ سزائیں مکمل طور پر غیر منصفانہ ہیں اور مسلمان فونیٹیکل انتہا پسند اور وہ دوسروں کو نہ برداشت کرنے والے ہیں اور ان میں تحمل اور بردباری نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس مقالہ میں یہ بھی بتایا جائے گا کہ انکے خلاف کاروائی ضروری ہے اور منصفانہ ہے۔ یہ کام مرزا غلام احمد اور اسکے پیروکاروں کے الفاظ اور ان کی سیاہ کاریوں کی روشنی میں واضح کیا جائے گا۔ ہم اس طرح مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کرسکتے ہیں۔ ہم بتائیں گے کہ اصل معاملہ ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے ایمان وزندگی کا معاملہ ہے۔ ہم شروع ہی سے میں اپنے قارئین کو بتائے دیتے ہیں کہ یہ کوئی آسان کام نہیں بلکہ ایک مشکل موضوع ہے۔ پہلی بات تحریر ہے کہ اسکو سمجھنے کے لیے بہت بڑی تعداد میں کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے۔

۸۰ سے زائد تو مرزا قادیانی نے کتابیں لکھی ہیں جو پندرہ ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس نے اور اس کے پیروکاروں نے مشنری جذبے سے بالاتر ہو کر صرف دنیامیں اپنا تسلط قائم کرنے کی غرض سے یہ کام کیا اور وہ جزوی طور پر اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ انہوں نے یہ کام بڑی تعداد میں کتابیں لکھ کر، انکی اشاعت کر کے، دنیا کی ہر زبان میں ترجمہ کرا کر اور کتابیں مفت دیکر لوگوں کو متاثر کیا تا کہ لوگ سمجھیں کہ وہ اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہ کتابیں لائبریریوں کو مفت دی گئی ہیں جو مغربی لوگوں نے نہیں لکھی ہیں۔ بہت سے مغرب میں رہنے والے لوگوں نے انہی کتابوں کے ذریعے اسلام کے بارے میں سنا ہے۔ جو حقیقت میں اسلامی نہ تھیں حالانکہ وہ مسلم نہ تھے۔

۲) ان کتابوں میں اسلام کے تمام گوشوں کا ہر زاویہ سے احاطہ کیا گیا ہے۔ کتابوں کا مطالعہ کرنے کے لیے بہت بڑے علم کی ضرورت ہے تب آپ جا کر ان کے دغا فریب سے پُر کتابوں سے اپنا دامن بچا سکتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کی کسی بھی تعلیم کو بدلنے میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتا تھا اور اسکی جگہ اپنے خود ساختہ نظریات کو معقول بنانے اور انھیں سند جواز جیسا کرنے کے لیے اسلام کا نام استعمال کرتا تھا۔ اسلام کے بعض احکام کو بعض کی نسبت زیادہ تحریف کی اور اس کے پیروکاروں نے اس کام میں اضافہ کیا۔ اسکے پیروکاروں نے قرآن حکیم کا ترجمہ کیا جس میں مکمل معنوی تحریف کر دی جسکی سابقہ کوئی مثال نہیں اور انہوں نے تفسیر بھی لکھی۔ قرآن حکیم کی آیت کی وضاحت نہایت بھونڈے طریقے سے کی۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیات شماری بھی دیگر مسلمانوں کے برخلاف کی۔ بسم اللہ کو

ہر سورۃ کی آیت لکھا اس طرح جو آیت نمبر (۱) ہے وہ آیت نمبر (۲) ہوگئی۔اس طرح پورے قرآن حکیم کی نمبرنگ بدل کر رکھ دی۔مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان کی کسی بات پر کوئی اعتماد نہ کریں۔اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہیے۔

۳) انہوں نے کوئی بات بھی صاف اور سیدھے طریقے سے نہیں لکھی اور یہ کام مرزا غلام احمد قادیانی نے خود شروع کیا بطور مثال اس نے کہا کہ لفظ "نبی" کا سیدھا سادہ مطلب پیغمبر ہے۔اس نے اس لفظ کا وہ معنی کیا جو وہ چاہتا تھا نہ کہ وہ جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔اس نے یہ کام اس لیے کیا تا کہ لوگ اس پر چڑھائی نہ کریں کہ اس نے دعویٰ نبوت کیا۔اسکی اور اس کے پیروکاروں کی تحریریں تضادات کا مجموعہ ہیں۔بطور مثال کہتا ہے کسی کو کوئی علم نہیں، علم نہیں عمر کا علم نہیں۔وہ احمقانہ پیشن گوئیوں کیساتھ ظاہر ہوا جس میں سے ایک اسکی موت کے بارے میں تھی جو مکمل طور پر غلط ثابت ہوئی۔اس نے زندگی میں بہت سی ان مشکلات میں اضافہ کیا جسکی وجہ سے اس کے پیروکار ایک دوسرے سے الجھتے رہتے ہیں۔اسکی موت کے فوراً بعد یہ دو گروپوں میں تقسیم ہو گئے۔ایک کا مرکز قادیان اور دوسرے کا لاہور ہے۔ان میں سے ہر ایک کا نظریہ دوسرے سے مرزا کی تحریروں اور اس کے کارناموں کے بارے میں مختلف ہے۔جب آپ ان کی کوئی کتاب اٹھائیں تو پہلے تسلی کرلیں کہ اسکا مصنف کس گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔یہ ایک دوسرے کو مسلمانوں سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں اور ان گروپوں کے نظریات ہر وقت بدلتے رہتے ہیں۔اور وہ ہر بات ایک دوسرے سے متضاد کہتے ہیں۔سینکڑوں کتابیں صرف اس موضوع پر لکھی گئی ہیں کہ انہوں نے کیا غلط باتیں لکھی ہیں لیکن اسکے باوجود انہوں نے اپنی غلطیوں پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی اور تنقیدات کے جواب شائع کیے غیر معقول کتابوں کے ڈھیر لگائے اور ہر جواب ایک سے بڑھ کر ایک غیر معقول ہے۔

۴) اس نے پیچیدہ اور فنی موضوعات کو منتخب کیا۔مثال کے طور پر جہاد کے بارے میں اس نے شریعت سے بالکل الگ معانی لکھے۔صرف یہ موضوع ہی ایک پیچیدہ موضوع ہے۔کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جسے براہ راست علمی کسوٹی کے لیے پیش کریں۔زیادہ تر مغربی لوگ اس معاملہ میں صحیح فہم حاصل نہیں کر پاتے۔مغرب کو یہ خبر نہیں ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے کیا لکھا اور انکا اصل مقصد کیا ہے؟ صرف کچھ مسلمان مصنفین نے موضوع کے کچھ حصے کا احاطہ کیا ہے وہ انہیں غیر مسلم قرار دیکر مطمئن ہو گئے۔یقیناً وہ کافر ہیں لیکن پورے معاملے کو سامنے رکھیں علاوہ اس سوال کے کہ وہ کافر ہیں یا نہیں؟ اسلام کا قانون کفر ای مشکل اور فنی موضوع ہے۔تحقیق سب سے ہر ایک کو آگاہ رہنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم قارئین کو بتائیں کہ اصل معاملہ اسلام اور مسلمان کی زندگی اور موت کا ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی نے غیر محدود دعوے کیے جنکو مختصر بیان کرنا مشکل ہے۔اس چودھویں

اسلامی صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا کہ وہ اللہ اور اسکے فرشتوں سے بات کرتا ہے۔اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے جس طرح تورات،انجیل اور قرآن ہیں اس نے بطور نبی اپنی تعریف کی۔خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتایا اور انکی شان رفیع میں شدید گستاخیاں کیں اور حضور اکرم ﷺ کی شان میں اتری وحی اپنے آپ پر چسپاں کی یہاں تک کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی خود کو معاذ اللہ بہتر بتایا اور کہا کہ وہ اپنی زندگی میں انسانیت کو متحد نہ کر سکے۔اللہ تعالیٰ اس کے وسیلہ سے ایک نئی تبدیلی لائے گا جیسے کہ نئی مخلوق پیدا کی گئی ہے۔مرزا غلام احمد نے خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور دعویٰ کیا کہ اسکی تحریک اسلام کے مقابل ہر طرف پھیلے گی اس کے ذریعہ عورتوں پر وحی نازل ہوگی چھوٹے بچے نبوت کے قابل ہوں گے اور عام آدمی طاقتور اور روح القدس سے بات کریں گے۔(معاذ اللہ)

اگر دیگر انبیاء کا تقابل مرزا سے کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ محض آغاز کرنے والے ہیں۔ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ کرشن بھی بنا۔ہمیں یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ مرزا پوری دنیا کا سب سے بڑا قائد اور تمام مذاہب کا رہنما بننا چاہتا تھا۔تنہا اس نے اسلام کو کتنا بدل کر رکھ دیا۔درحقیقت اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ تمام عملی معاملات میں فقہ حنفی سے وابستہ رہیں۔اس نے مسلم عائلی قوانین بشمول تعدد ازواج کو تبدیل نہ کیا۔درحقیقت دیگر مذہبی معاملات میں وہ وہابیوں سے ملتا جلتا ہے۔اس نے اولیاء اللہ اور ان کے مزارات پر شدید تنقید کی۔اس نے تسبیح کی مذمت کی اس نے اپنے وقت کے علماء پر زبردست تنقید کی۔اور کہا کہ اسلام بوسیدہ ہو چکا ہے۔اسلام کے بارے میں اسکا وہی نظریہ تھا جو اس کے دوست وہابیوں کا تھا۔اس نے زیادہ تر اپنی ساری زندگی اہل حدیث کی تعلیمات کے زیر اثر بسر کی۔

اس نے اسلام کے سیاسی نظام کو بدل دیا تا کہ ہر مسلمان اس کے دعووں کی تعمیل کرے۔اس نے فقہ وعلم الکلام کو دوبارہ مرتب کیا۔وہ چاہتا تھا کہ قیامت تک تنہا وہ اور اسکی تحریک مکمل با اختیار ہو۔اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور آپ واپس دنیا میں نہیں آئیں گے۔وہی عیسیٰ مسیح ہے انہیں دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں۔یقیناً مغربی قوتوں کے سہارے دنیا کا سب سے بڑا مذہبی رہنما بننے کے لیے اس نے اسلام کے نظریہ جہاد سے گلوخلاصی کی۔اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔مسلمان کی روایت میں مہدی مسلمانوں کی آرمی کے سربراہ ہوں گے جو ظالموں کیخلاف جنگ کریں گے اس نے اس نقطۂ نظر کے مطابق مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔اگر کیا ہوتا تو برٹش حکومت اس کی تحریک کو کچل کر رکھ دیتی۔اس کے بجائے اس نے قرآن کو نئے معانی اور جہاد اور مہدی ہونے کا

دعویٰ غائب ہو گیا اور اس کی جگہ پر امن جہاد کا معنی دیا اور غیر مسلموں سے بحث و مناظرہ لیا تاکہ ان کو بدلہ جائے (جس راہ پر وہ چل رہا تھا یہ ایک تکلیف دہ حربہ تھا جس طرح ہم دیکھتے ہیں ۱۸۹۷ء میں اس نے آبادی کی ایک بڑی تعداد کو فرقہ ورانہ فسادات میں مبتلا کر دیا) اس طرح اس نے دعویٰ نبوت کیا اور مغربی لادین ریاستوں سے ٹکر مول نہ لی۔

یہ دعوے اتنے عجیب تھے کہ مسلمانوں کو اسے کافر قرار دینے میں کوئی شک نہ تھا۔ جس کی اسلامی قانون میں سزا موت ہے۔ بہت سے مغربی اسلامی رویے کو سمجھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ انکے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی ایک بے ضرر خبطی تھا جس سے کسی کو کوئی خطرہ نہ تھا لیکن اس نے بڑی ہوشیاری سے ایسے دعوے کیے جس سے وہ مغربی لادین ریاستوں کا چیلنج نہ کرے۔ اس نے کہا کہ چونکہ وہ نبی ہے اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ اس کی اطاعت کریں ساتھ ہی اس نے کہہ دیا کہ صرف مذہبی معاملات میں۔ اس نے معیاری حکمراں ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس سے پہلے اس قسم کا جن لوگوں نے بھی دعویٰ کیا ہے بالخصوص مہدی ہونے کا ان کے کچھ مقاصد ہوتے تھے اور وہ کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ انکا مقصد اسلامی خلافت قائم کرنا ہوتا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی چاہتا تھا کہ وہ قادیانیوں میں قیادت مستقل طور قائم کرے۔ اس کی موت کے بعد قادیانیوں نے اسلامی طرز پر خلافت کا سلسلہ شروع کیا۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ انکا بادشاہ (سربراہ مملکت) بادشاہی کے بغیر ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی خود کو نہ سربراہ مملکت بلکہ سب سے بڑا مذہبی رہنما بھی سمجھتا تھا تاکہ اس کے بڑے مرتبہ و مقام کی وجہ سے دنیا کے حکمراں اسکے آگے جھکیں گے۔ اس طرح اس نے مہدی و نبی ہونے کا دعویٰ کیا تاکہ جدید لادین مملکت میں جہاں حکومتی معاملات میں مذہبی رہنماؤں کا کوئی عملی دخل نہیں ہوتا چونکہ ان کا اپنا حلقہ اثر ہوتا ہے اس لیے سیاستدانوں پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ اس نے مناسب سمجھا کہ نبوت و مہدویت کا دعویٰ کرے۔ جدید لادینی سیاست مرزا قادیانی اور اسکے پیروکاروں سے مکمل مطابقت رکھتی تھی اور جدید کیمونٹی بھی اس طرح کے دعووں سے مکمل مطابقت رکھتی تھی۔ جدید طبقات کسی طرح بھی مذہبی نہیں ہیں۔ شہری مختلف مذہبی گروپوں سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ مذہب صرف ان کے معاشرتی کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ عام کیمونٹی سے جدا نہیں ہو سکتے۔ جدید بے دین سیاست و معاشرہ اس کی سیاست و معاشرے سے مکمل طور پر مختلف ہے۔ مرزا کے دعووں کا اصل مطلب تھا مغربی قوتوں کی آمد سے پہلے والے سلامی معاشرے و سیاست کو مکمل طور پر تباہ کرنا۔ اسلامی نقطہ نظر سے ایک مسلمان کو حضور ﷺ و امام مہدی کی مکمل اطاعت کرنا چاہیے۔ مرزا قادیانی نے یہ دونوں دعوے کیے اگر اسکا

دعویٰ قبول کیا جاتا تو مسلمانوں کی ساری طاقت کا خاتمہ ہو جاتا اور اس طرح مکمل طور پر اس کی اتھارٹی قائم ہو جاتی۔مرزا غلام احمد نے اس وقت کی حمایت کی کہ مسلمان حکومتوں پر اپنے شدید غصے کا اظہار کیا۔بے دین برطانوی حکومت کی زبردست اور غیر مشروط حمایت کی جس کے ہاتھوں اس وقت کی مسلم دنیا کے بادشاہوں وحکمرانوں کے اقتدار و اختیارات کا خاتمہ ہوا۔اسی وجہ سے اسکے پیروکاروں کو افغانستان میں پھانسی دی گئی تھی۔اگر امیر کابل انہیں پھانسی نہ دیتا تو اس کی اپنی اتھارٹی کا خاتمہ ہو جاتا جبکہ قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں جہاد کی مخالفت کی وجہ سے پھانسی دی گئی۔بدقسمتی سے انکا تذکرہ اس لیے نہیں کیا گیا کہ وہ قادیانی ہو گئے تھے بلکہ وہ افغانیوں سے یہ کہتے تھے کہ برطانوی حکومت کے خلاف جہاد نہ کرو اور غلام احمد قادیانی کی اتھارٹی قبول کرلو۔

روایتی اسلامی معاشرے میں حکمراں سیاستدانوں کے بعد علماء کی رہنمائی ہوتی ہے اور مرزا قادیانی نے پہلے ہی علماء و اولیاء کی مخالفت کی لیکن یہ کام اس نے وہابی فرقے کے ممبر کی حیثیت سے کی۔جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے اپنی مکمل اتھارٹی کا دعویٰ کیا تا کہ اس کی کمیونٹی میں علماء و اولیاء کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے۔غلام احمد کی قادیانیت قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر دو خال وولی سے کنارہ کشی کی جائے۔غلام احمد نے علماء و اولیاء اللہ کے کارناموں پر شدید تنقید کی۔مسلمان معاشرے میں حکمراں علماء اولیاء کے بنائے ہوئے ضوابط کے تابع ہوتا ہے۔وہ بادشاہ کو اختیارات تفویض کرتے ہیں اور اس بات کی تسلی کرتے ہیں کہ وہ اسلامی قوانین کے مطابق بالکل درست حکومت کرے گا۔لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے علماء و اولیاء کو دور پھینک دیا جو کہ خالص لادینی حکومت ہی کرتی ہے۔مرزا غلام احمد نے واضح طور پر ہندوستان پر برطانیہ کی بے دین حکومت کی مکمل وفاداری اور حمایت کی۔قادیانی جہاں پھلے پھولے وہاں لادینی حکومتیں تھیں کیونکہ مرزا قادیانی کے تخریب کار پیروکار مسلمان حکومتوں کے مخالف تھے اس لیے عرب دنیا میں انہیں پھیلنے سے روک دیا گیا۔حتیٰ کہ برائے نام مسلمان حکومتوں میں بھی نہ پھیل سکے۔انہوں نے مشرق وسطیٰ میں صرف اسرائیل میں ۱۹۲۸ء میں اپنا مرکز قائم کیا اور پورے مغرب میں امریکہ میں سیاہ فام نو مسلموں کو اپنا ہمنوا بنایا وہ صرف مسلمانوں کے صبر و برداشت کی وجہ سے۔مسلمانوں نے صبر و تحمل سے ان کو غلطی کا احساس دلانے کے لیے تحریک چلائی تا کہ سیاہ فاموں کو اپنی غلطی کا خود ہی احساس ہو جائے گا۔

غلام احمد کے ان دعووں نے شریعت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔وہ اگرچہ دعویٰ کرتا ہے۔کہ اس نے شریعت کو قائم رکھا ہے لیکن ہم واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ اس نے بعض باتوں کو بدل کر رکھ دیا ہے بلکہ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اس نے شریعت کی متوقع حکمرانی کو ختم کر کے رکھ دیا۔قادیانیوں کی تحریروں میں شریعت بین طور پر مفقود

ہے۔اس کے پیروکار جوان کے جی میں آئے وہ کرتے ہیں۔مرزا قادیانی کی وفات کے بعد قادیانیوں کی تحریرات غیر معقول جدت پسندوں کی طرح غلاظت سے پُر ہیں کیونکہ وہ روایتی اسلامی سیاست سے مکمل طور پر جدا ہو چکے ہیں۔مرزا نے اپنی ہی زندگی میں اسکالرشپ ترک کردی تھی تاکہ عالمی رہنما بننے کے لیے جگہ حاصل کر سکے۔مسلم فقہ کے معاملہ پر اُمت اگر اس کے دعووں کو قبول کرتی تو یقیناً اس کا خاتمہ ہو جاتا۔دنیا میں رہنے والے ہزاروں ملین مسلمان جو احمدیہ تحریک کے ممبر بنتے وہ کافر قرار پاتے۔حضور اکرم ﷺ کی اُمت کے علماء کی جگہ غلام احمد قادیانی اور اسکے جانشینوں کے خبطی پیروکار آجاتے۔درحقیقت احمدی کمیونٹی مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ ہے۔مرزا قادیانی کے پیروکار دنیا بھر کے مسلمانوں کو برائے نام بھی اپنا بھائی خیال نہیں کرتے۔مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے جانشین (خلیفہ) اور اس تحریک کے قائد مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۴ء کی جنگ میں ترکی کے مقابل برطانیہ کی مکمل کرحمایت کی۔اس نے پیشن گوئی کی کہ ترکی ہار جائیگا اور برطانیہ جیت جائے گا۔وہ سمجھتا تھا کہ ترکوں نے غلام احمد کو قبول نہ کیا اس لیے وہ ہار جائیں گے۔انہوں نے ۱۹۲۴ء میں خلافت کے خاتمہ کا خیر مقدم کیا اور کہا خلیفہ قادیانی کے پیروکاروں سے ہوگا۔۱۹۲۵ء میں قادیانیوں کو افغانستان میں دوبارہ پھانسی دی گئی تو انہوں نے لیگ آف نیشن سے مسلمان حکومت کے خلاف ایکشن لینے کی درخواست کی۔بے دین حکومتوں سے مکمل وفاداری اور مسلمان حکومتوں کی وہ مکمل مخالفت کرتے تھے۔مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان اور بدھ مت کے پیروکاروں کے دل جیتنے کی پوری کوشش کرتا رہا۔اسے مسلمانوں کے بارے میں کوئی فکر نہ تھی۔اس سارے معاملے کا مقصد صرف اپنی قوت و اہمیت کو اجاگر کرنا تھا۔وہ اپنے منصوبے کے راستے میں کسی رکاوٹ کو برداشت نہ کرتا۔وہ اس جدید دور میں لادینی قوتوں کا مذہبی رہنما بننا چاہتا تھا اس وجہ سے کوئی بھی اسلامی حکومت اسے یا اسکے پیروکاروں کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ہندوستان میں مملکت خداداد پاکستان میں جیسے ہی مسلمان دوبارہ طاقت میں آئے تو مرزا غلام احمد قادیانی مرکزی سوالیہ نشان تھا۔غلام احمد قادیانی نے سوچا تھا کہ بے دین قوتیں ہمیشہ رہیں گی اور اسلامی ریاست کی ہر شکل ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو چکی ہے۔

کچھ دوسرے مسلمان سمجھتے تھے کہ برطانیہ مسلمانوں کے ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد اب علماء و اولیاء کے ہاتھ میں میں کبھی حکومت نہیں آئے گی۔بعض نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ وہ برطانیہ کو نہ چیلنج کریں اور نہ ہی ان کے خلاف جنگ کریں کیونکہ اسکا نتیجہ شکست کے سوا کچھ نہیں ہوگا لیکن ایسے مسلمان بھی موجود تھے جو خیال کرتے تھے کہ وقت بدلے گا اور اسلامی ریاست کا دوبارہ بحال ہونا ممکن ہوگا۔مرزا غلام احمد نے دعویٰ نبوت کر کے اور اسلام

کے قانون جہاد کو بدل کر یہ کوشش کی کہ اسلامی ریاست کا کبھی احیاء نہ ہو سکے اس نے اسلامی سیاست کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد کرنے کی پوری کوششیں کیں۔ اس معاملے کی یہی اہمیت ہے کوئی بھی مسلمان اس صورت حال کو نہ قبول کر سکتا ہے اور نہ برداشت لیکن مغربی لوگ قادیانیوں کو صرف بے ضرر دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کا انکے خلاف ردعمل کو عجیب اور محض عدم برداشت پر مبنی خیال کرتے ہیں۔ اہل مغرب کو چاہیے کہ وہ یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ خود اسلامی سیاست کی روح کیا ہے؟ مغرب میں بھی مرزا غلام احمد اور اسکے پیروکاروں کیساتھ ساتھ ایسے لوگ بھی ہیں جو مغرب کے نظام سیاست اور جمہوریت کی قانونی حکمرانی کے شدید مخالف ہیں۔ ایسے لوگ یقیناً وہ ہیں جیسے کہ کیمونسٹ اور فاشٹ جو جمہوریہ، پارلیمنٹ اور قانون کی حکمرانی کے مخالف ہیں او وہ سوچتے ہیں کہ اب اسکا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جانا چاہیے۔ امریکہ میں قادیانیوں کیساتھ ساتھ ایسے لوگ بھی ہیں جو امریکی سیاست کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ لوگ درحقیقت امریکی آئین کا کاتمہ چاہتے ہیں۔ مغرب میں شاید ہم پوچھ سکیں کہ ان نازیوں کیمونسٹوں کیساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے یا ان کیساتھ جو پارلیمنٹ یا امریکی آئین کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ اسکا جواب بالکل سادہ ہے ایسے غدارانہ عمل کی سزا قانون میں زیادہ سے زیادہ رکھی گئی ہے۔

مسلم دنیا میں اسی طرح قادیانیوں پر حملے ہوئے جس طرح جمہوری امریکہ میں کیمونسٹوں پر تشدد کیا گیا۔ کیمونسٹوں کو الیکٹریکل چیر (سزائے موت) کی سزائیں دی گئیں۔ اگر مسلم دنیا میں قادیانیوں کے خلاف ناپسندیدہ واقعات ہوئے ہیں تو انکا ذمہ دار قادیانی ہے۔ وہ کوئی بے وقوف آدمی نہ تھا وہ بالکل جانتا تھا کہ اس کے دعوؤں کا سیاسی مطلب کیا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اسکا تحفظ حکومتوں نے نہ کیا تو اسکے پیروکاروں کیساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اسکا الزام اکیلے مرزا قادیانی کو دیا جا سکتا ہے جس طرح کیمونسٹوں پر تشدد کا الزام ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو لوگوں کو تخریب کاری پر اکساتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے افغانستان اور ترکی کے ان لوگوں سے جس کو برطانیہ نے قتل کر دیا تھا ہمدردی کا اظہار نہیں کیا۔ غلام احمد قادیانی اور اسکے پیروکاروں نے مسلم سیاست کو اس وقت مکمل طور پر ختم کرنے کی بھرپور کوششیں کیں جب مسلم انتہائی کمزور تھے جب لگ رہا تھا کہ مسلمان بادشاہ علماء و اولیاء معتوب ہیں اور ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر کارساز ہے نہ کہ مرزا قادیانی۔ اس لیے مرزا کو بدترین کافر کہنا بالکل درست ہے۔ کوئی کافر بھی مسلمانوں کو اتنا نقصان پہنچانے پر خوش نہیں ہو سکتا جتنا مرزا اور اسکے پیروکار ہوئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح جھوٹے دعوؤں کے بارے میں مختصراً اتنا کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک احمق مسخرہ

تھا۔زیادہ تر لوگوں نے اسکے بارے میں جو لکھا ہے انہوں نے اسکے دعویٰ نبوت پر ہی توجہ مرکوز رکھی ہے جبکہ اس نے جو دیگر دعوے کیے ہیں وہ بھی اتنے ہی فضول اور لادینی ہیں جتنا کہ دعویٰ نبوت۔اگر وہ ایسا نہ بھی کرتا تب بھی وہ ایک مغرور۔خودپسند اور اپنے لیے طاقت کا حریص تھا۔وہ ساری دنیا کو زیر کرنا چاہتا تھا۔اسکے دعوؤں کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ! ''اگر کوئی آپ کے سامنے دعویٰ نبوت کرے اور آپ اس سے ثبوت طلب کریں تو آپ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت ایک قطعی معاملہ ہے۔اور جن لوگوں نے اس سے اور اسکے پیروکاروں سے بحث ومباحثہ کی کوشش کی تو وہ انہیں کہیں نہ ملے۔اسکے بجائے انہوں نے درجنوں بڑی کتابیں لکھیں اور جواب کے منتظر رہے ہیں۔وہ کس قدر بیوقوف آدمی تھا اس نے پیشن گوئی کی کہ وہ ۷۴ سے ۸۶ سال کی عمر تک زندہ رہے گا لیکن تقریباً ۶۹ سال کی عمر میں واصل جہنم ہو گیا تو اسکے پیروکاروں نے اسکی عمر کے بارے میں جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ایک جھوٹا مسلمان تو کسی مسلم عدالت میں گواہی دینے کے اہل نہیں رہتا جبکہ مرزا قادیانی اور اسکے پیروکار ایک بے وقوف درمیانے درجہ کی خاتون خانہ کی طرح اپنی عمر کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔

اسے مختلف قسم کی پیشن گوئیاں کرنے کی عادت تھی وہ ہمیشہ غیر مبہم زبان میں پیشن گوئی کرتا۔جب کوئی پیشن گوئی درست ثابت نہ ہوتی تو وہ بہانہ سازی کرتا (اور اسکا دوسرا معانی بیان کر دیتا)۔اس نے ایک عورت سے اپنی شادی کی پیشن گوئی کی لیکن اس عورت نے اس سے شادی نہ کی۔پھر اس نے اس عورت اور کی موت کی پیشگوئی کی لیکن اسکی یہ پیشن گوئی جھوٹ ثابت ہوئی۔ایک بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر نازل شدہ وحی (اسکے بقول) دوسرے کے الفاظ ثابت ہوئے تو اس نے کہنا شروع کر دیا کہ سب الفاظ اللہ ہی طرف سے ہوتے ہیں۔اس نے یہاں تک بھی کہا کہ نبوت کے لیے جو حقائق اس نے بیان کیے وہ اس کے خود ساختہ ہیں۔سچ یہ ہے کہ وہ انتہائی حقیر قسم کا آدمی تھا۔کئی لوگ خوابیں دیکھنے وحی نازل ہونے اور کرامات دکھانے کے دعوے کرتے ہیں۔اسلامی روایات کا خراج یہ ہے کہ کوئی بھی انکو نہیں مانتا اور وہ شریعت کو بدل نہیں سکتے۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ اگر تم نے میرا انکار کیا تو تم کافر ہو جاؤ گے۔وہ پوری شریعت، سارے علماء و اولیاء اور اسلام کی ہر چیز کو بدل کر اس کی جگہ پوری انسانیت پر اپنی مطلق العنانی قائم کرنا چاہتا تھا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے زیادہ بلند و بالا دعوے کیے۔لیکن اسکا مقصد دیکھتے ہیں کہ وہ دنیا سے مسلمانوں کی سیاست اور مسلم اُمت کو ختم کر کے تمہارا برطانوی بادشاہت کے زمانہ میں جدید لادینی دنیا کا سربراہ بننا چاہتا تھا۔دنیا کا اکیلا سربراہ بننے کی قابلیت کے دعوے کیے۔اسنے علماء و اولیاء اور جہاد

وغیرہ سے گلوخلاصی کی اور اس نے خود عیسیٰ و کرشنا وغیرہ ہونے کے دعوے کیے۔ مسلم دنیا اور جدید لادینی دنیا کے فاصلے کو پاٹنے کے لیے مرزا غلام احمد جیسے پاگل اور عاقبت نا اندیش کی ضرورت تھی۔ شاید اس نے سوچا ہو گا کہ علماء و صوفیاء اب تنزلی کا شکار ہو چکے ہیں اور دوبارہ سنبھل نہ سکیں گے۔ اس سے بھی زیادہ یہ بات لگتی ہے کہ اس نے سوچا ہو گا کہ شاید اسلام کے علم کا خاتمہ ہو جائے گا اور اسکے جھوٹے دعوؤں اور جھوٹے نظریات کا کوئی نوٹس نہ لے گا۔

جب آپ مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھیں گے تو ان میں مسلمان علماء کے حوالے موجود نہ پائیں گے۔ اگر حضور اکرم ﷺ کے عطاء کردہ تحفے اور اجماع کا ذرا بھی خیال ہوتا مرزا قادیانی یہ نہ کرتا۔ اس نے انتہائی مسلمہ نظریات کی عمارت میں دراڑ ڈالیں۔ اسکی اکثر تشریحات کی بنیاد اس کی عربی دانی ہے جس پر اسے فخر تھا اگرچہ وہ دوسروں سے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنہا ہی پرواز کرنا چاہتا تھا۔ لیکن یقیناً اس نے یہ سوچا کہ دعویٰ نبوت کا وہ مستحق ہے۔ تمام مسلمان تو نظریات امام ابوحنیفہ و امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیتے ہیں اور مرزا قادیانی نے براہ راست خدا سے لینے کے دعوے کیے۔ اس طرح مرزا قادیانی نے اسلام کے تمام نظریات و اسکالرشپ سے گلوخلاصی کر لی۔ جب آپ علماء و صوفیاء سے دامن بچائیں گے تو ایسا ہی ہو کر رہتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ نبوت کے ثبوت کیلئے صرف معجزات پر ہی انحصار نہیں کیا بلکہ وہ قرآن و حدیث اور صوفیاء کی تحریروں سے ثبوت پیش کرتا ہے لیکن یہ سب تحریریں اسکی پیدائش سے پہلے بھی معروف و معلوم تھیں لیکن مرزا قادیانی نے ان تحریرات کو وہ مختلف معانی پہنائے جن کے یہ معانی پہلے کبھی نہ پہنائے گئے تھے۔ اس نے حدیث کے وہ معانی لیے جو اس سے پہلے کسی مسلمان عالم نے نہیں لیے۔ اگر کوئی حدیث اس کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوتی تو اس کا انکار کر دیتا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔ اس نے قرآن اور حدیث کو سمجھنے کیلئے نئے اصول بنائے اور اس طرح نئے قانون بنائے جیسے کہ اس نے کہا کہ کوئی آیت قرآنی منسوخ نہ ہوئی تھی۔ جب اس نے اس طرح کیا اس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس نے قرآن کے ترجمہ کو بدل دیا تاکہ اسکا معانی ٹھیک ثابت ہو اس نے اجماع اُمت کا کھلم کھلا انکار کیا۔ جو اجماع کے خلاف ہو اسے رد کر دیا جائے اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور غلام احمد قادیانی امام مہدی ہو نہیں سکتا۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ غلام احمد کے کسی نقطہ کی کوئی حیثیت نہیں وہ قابل تسلیم نہیں اسکے ماننے کا مطلب اجماع اُمت کو توڑنا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے اس کے دعوؤں پر بحث کی جائے کیونکہ ان کیساتھ بحث کا ایک ہی موضوع ہو سکتا ہے اور وہ ہے اجماع علماء کی بالادستی اور ہم یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ اس کے دعوؤں کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلامی ریاست کا خاتمہ یعنی امیر و علماء کی حکومت کو ختم کرنا اور اسکے دعوؤں پر غور

بھی ممکن نہیں جب تک علماء کو مکمل طور پر الگ تھلگ نہ کر دیا جائے۔

اسکے دعووں پر توجہ مبذول کرنا ہی بے دینی کی جہت ہے کیونکہ ان سے بحث کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ تسلیم کر رہے ہیں کہ اجماع اتھارٹی نہیں اور شاید وہ یہ حق رکھتا ہے کہ علماء کو Disapproved کر سکے اور ان کی اتھارٹی کو ختم کر سکے۔ مرزا قادیانی کیساتھ بحث بقول امام ابوحنیفہ ذریعہ کفر عین کفر ہے۔ مرزا قادیانی کے دعووں کو تسلیم کرنا خالص کفر ہے۔ اس کے دعووں پر بحث تب ہی ممکن ہے جب آپ پہلے اسے مہدی تسلیم کریں گے اور آپ اسکی باتیں صرف اس وقت ہی سن سکتے ہیں جب پہلے مانیں کہ وہ نبی ہے کیونکہ ایسے خیالات کے اظہار کی اجازت صرف نبی ہی کو ہے۔ مرزا قادیانی کے دعووں کے سچے ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اگر آپ اسے تسلیم کریں تو ایمان سے خالی ہو کر کر سکتے ہیں۔ ثبوت تو اس وقت ہی دیکھا جائے گا جب پہلے یہ سمجھا جائے کہ وہ نبی ہے۔ اس کے دعوے نہ صرف قابل تردید ہیں بلکہ قابل غور بھی ہیں۔ جس طرح ایک نشے میں مدہوش آدمی کی بات لائق اعتنا نہیں ہوتی۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ انیسویں صدی کے اختتام پر کوئی علماء اسلام کے اجماع کو رد کر دے۔

برطانیہ کی حمایت سے یہ کام اسلیے ممکن ہوا۔ عقلی اعتبار سے اسکا سبب بالکل آسان ہے اور وہ وہابیت جس کا آغاز اٹھارویں صدی عیسوی میں عرب میں محمد ابن عبد الوہاب سے ہوا اس تحریک کا مقصد علماء اسلام کو علیحدہ کر کے وہابی علماء اور وہابی حکومت کرنی تھی جیسے سعودی شاہی خاندان۔ اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے بڑی چوٹی کا زور لگایا گیا قرآن وحدیث اور پورے شرعی نظام کو نئے نئے معانی پہنائے اور تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ باتیں جو اُمت میں رائج تھیں انہیں ختم کیا گیا جیسے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید وہابی تعلیم کے اثرات انیسویں صدی تک ہندوستان میں گھر کر گئے تھے جسکا مقصد اجماع اُمت کو ختم کرنا تھا۔ وہابی تحریک کے زیر اثر اجماع علماء کی مخالفت کی وباء عام ہو گئی۔ سرسید احمد خاں بھی شروع شروع میں وہابی تھا اور بعد ازاں وہ نیچری ہو گیا جسکا اصل مقصد علماء کو مسترد کرنا تھا۔ جب آپ علماء کے اجماع کو ختم کریں گے تو پھر میدان آپ کے لیے کھلا ہے جو چاہیں کریں۔ سرسید احمد خاں نے پہلے تو جنت و دوزخ اور فرشتوں کا انکار کیا اور اسلام کو بدل دیا۔ بیسویں صدی میں مودودی جیسے لوگوں نے اسلام کو فاشسزم اور کمیونزم جیسی تحریکوں میں بدل دیا۔ اگر اجماع کو توڑ دیا جائے تو کوئی بھی وہابی نظریئے کے مطابق نبوت کر لے گا۔ غلام احمد وہابی تھا اور اس نے وہابیت کا استعمال کر کے خود کو نبی بنایا۔ اصل مجرم اور مورد الزام مرزا قادیانی نہیں بلکہ عبد الوہاب نجدی ہے جس نے علماء کے اجماع میں دراڑیں ڈالیں۔ سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیوں کیا؟ جواب بالکل آسان ہے کہ وہ جانتا تھا کہ اسلام صرف اسی طرح تشکیل دیا جا سکتا ہے اگر اسلام کو سیاست

سے بے دخل کر کے اسکو نجی معاملہ بنانا تھا تو اس کام کے لیے علماء سے دامن چھڑانا ضروری تھا۔

اگر چہ ماضی میں اسلام سیاسی طور پر کمزور بھی ہوا ہے لیکن علماء کے اثرات وخدمات نے اسے کبھی کمزور نہیں ہونے دیا۔انہوں نے شریعت کو زندہ رکھا اور انہوں نے اس تحریک کو بھی زندہ رکھا کہ ریاست پر شریعت کی بالا دستی لازمی ہے۔اگر اسلام کو سیکولر بنانا ہے تو علماء کو ہمیشہ کیلیے جدا کرنا ہوگا۔اس کا مستقل اور محفوظ طریقہ یہی ہوسکتا تھا کہ کوئی خود کو مہدی بنا لے کیونکہ یہی علماء کو ختم کر کے اسلام کی من مانی تشریح کر سکتا ہے اور جہاد کا خاتمہ کر سکتا ہے۔اگر سیکولر اسلام اپنی جگہ بنا لے تو علماء وشریعت کا وجود ہمیشہ ہمیشہ کیلیے ختم ہو کر رہ جائے گا۔مرزا قادیانی کو یقین تھا کہ ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے اور وہ ہے مغربی سیکولرازم اور اگر زمانہ نیا ہے تو نبی بھی نیا ہونا چاہیے اور اسلام کو بھی نئے زمانے کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنا چاہیے اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں۔انیسویں صدی میں مغربی ممالک کی فتوحات اور مسلم ممالک کی شکست میں ایک گہرا تعلق ہے۔مرزا قادیانی اور اسکے پیروکار یہ سمجھتے تھے کہ اس نئے نبی کی حقیقت کا علم صرف ہمیں ہی حاصل ہے اور ۱۹۱۴ء میں مغرب کے ہاتھوں مرزائیوں کو جو شکست ہوئی وہ اسکے مستحق تھے۔اور اکثر مسلمانوں کو احساس ہوا کہ ہمیں مغربی حکومت میں رہ کر اپنی جگہ بنانی ہے۔بعض لوگوں نے تو بے دینی کو قبول کر لیا اور جس طرح بہتر سمجھا اس طرح زندگی بسر کرتے رہے۔مرزا قادیانی ہی وہ تنہا آدمی تھا جس نے سیکولرازم کو اسلام سے ثابت کرنے کی کوشش کی۔اس لیے وہاں ہی کھیل شروع ہوا اور بے شک یہ بدترین کافر تھا۔مرزا قادیانی کی کوششوں کا جو نتیجہ برآمد ہوا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے کس قیمت پر سودا کیا۔مرزا قادیانی کے تمام دعوے غیر معقول ہیں۔یہاں پر ایک اہم سوال ہے کہ قادیانی نے اسلامی سیاست کو ختم کرنے کیلیے جدوجہد کی ہے اور اسکی جگہ مکمل طور پر مغربی لادینیت کو مسلط کیا اور اسکا راستہ اسکے سوا کچھ نہیں کہ ہم اپنی اسلامی سیاست کی حفاظت کریں۔اور اسے واپس لانے کی کوشش کریں۔

اسلامی سیاست کی ضرورت اور سیکولرازم کی ناکامی:

یہ بہت بہتر ہوگا کہ ہم اسلامی سیاست کی ضرورت سے بات کا آغاز کریں اور پوچھیں کہ مرزا قادیانی کو در حقیقت کس نے قبول کیا اور کس نے اسکی مدد کی؟ یقیناً شروع ہی سے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت اسکی مخالف تھی اور چند لوگوں نے اس کی تحریک میں شمولیت کی انہیں خبر ہی نہ تھی کہ وہ کیا ہے۔آج مغرب میں رہنے والوں کو مسلمان گروپوں اور مرزا قادیانی کے پیروکاروں میں فرق کا ذرہ بھر بھی علم نہیں ہے بلکہ بعض تو انکے ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔زیادہ تر مسلمانوں میں سے جو لوگ جان بوجھ کر شامل ہوئے ہیں وہ کاروباری طبقہ کے لوگ ہیں جو برطانیہ اور

عیسائی مبلغین سے کافی متاثر ہیں۔مرزا قادیانی نے عیسائی مبلغین سے بہت کچھ سیکھا تھا اور اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نظریات کی وہیں سے نشوونما پائی تھی۔اس نے عیسائی مبلغین کا خلاصہ ہی پیش کیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس نے مشنریوں سے کہا کہ وہ انکا ذکر ختم کریں۔اس نے یہ کام یہ کہتے ہوئے کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور وہ کشمیر میں دفن ہیں اور وہ جنت میں نہیں ہیں جس طرح متعدد احادیث میں مذکور ہے۔مرزا قادیانی کا نظریہ جہاد بھی براہ راست عیسائی مبلغین کا جواب تھا جس کی بنا پر وہ پرامن اسلام پر عیسائیت کے مقابل میں تشدد کا الزام لگاتے تھے اور وہ صلیبی جنگوں اور اسپین میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو بھول جاتے۔مرزا قادیانی نے سیکولرازم عیسائی مشنریوں سے سیکھا اور اس سیکولرازم کی قادیانی نے تبلیغ کی۔مرزا قادیانی نے ان مسلمانوں کی حمایت حاصل کی جو برطانوی حکومت کے تحت اپنے روشن مستقبل کا خواب دیکھ رہے تھے۔

مرزا قادیانی کا اپنا تعلق پنجاب کے اس خاندان سے تھا جو برطانوی حکومت کے زیر اثر تھا۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں پورا پنجاب انگریز کا وفادار رہا۔مرزا قادیانی اور سرسید احمد خاں جیسے لوگوں نے سوچا تھا کہ انگریز ہمیشہ یہاں رہیں گے اور سیکولرازم بھی باقی رہے گا۔مرزا قادیانی کی اپنی زندگی میں مسلم سیاست انتہائی نچلی سطح پر تھی اور ایسے لگتا تھا کہ امارت اور علماء ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے ہیں۔مرزا قادیانی کے پیروکار سیکولر سیاست کو قبول کر رہے تھے اور اسلام کو خالصتاً نجی معاملہ قرار دیکر اسلامی ریاست سے دستبردار ہوئے۔مسلمان ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ میں سے لوگوں کو بدلنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے اور اس طرح قادیانی کمیونٹی کھڑی کی جا رہی تھی۔درحقیقت اسکے پیروکاروں کا بنیادہ مقصد اپنے کاروبار کو ترقی دینا اور اچھی اچھی جابیں (نوکریاں) حاصل کرنا تھا،ریاست میں ججوں،منتظموں،کلرکوں وغیرہ کی بہت سی آسامیاں تھیں۔سیکولر اسٹیٹ اقتصادیات کو کنٹرول کر رہی تھی اور مختلف کمیونٹیوں کی زندگیوں کو مختلف طرح سے متاثر کر رہی تھی۔اس طرح ہندوؤں اور مسلمانوں میں اچھی اچھی نوکریاں حاصل کرنے کا شدید مقابلہ پیدا ہو گیا تب اپنوں نے محسوس کیا کہ ریاست مسلمانوں و ہندوؤں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔اگر کوئی غلط قانون پاس ہو گیا اور اس وقت مذہبی طبقے بھی منظم ہونا شروع ہو گئے تا کہ ریاست سے بہتر معاملہ کر سکیں۔اور پھر انڈیا کے لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ برطانیہ کے اقتدار کا خاتمہ کیے بغیر ترقی ممکن نہیں اور ریاست کا انتظام انہیں خود سنبھالنا ہو گا۔ان باتوں نے آہستہ آہستہ ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات کو بھڑکایا۔ان فسادات کو بڑھانے میں مرزا قادیانی کے کینہ پرور مناظروں نے بھی کردار ادا کیا۔آخر کار ہندوؤں اور مسلمانوں کی تحریکیں ایک دوسرے کے مقابل آ گئیں اور یہ ہندوستان پر کانگریس کی حکمرانی سے نجات اور پاکستان کے وجود کی بنیاد بن گئی۔اس

طرح ہندوستان میں سیکولر سیاست مکمل طور پر ناکام ہوگئی اور سیاسی کشمکش کا سب سے اہم ایشو مذہب بن گیا۔ اس طرح اسلامی سیاست دوبارہ زندہ ہوگئی۔ مسلمان اسلامی سیاست سے لگاؤ اور مرزا قادیانی سے نفرت کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ مسلمان قوم کو اپنا کام اور دفاع کرنا تھا اور یہ کہ مذہب خالصتاً نجی معاملہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ایک طاقتور لادین مذہب کو سیاست مکمل طور پر جدا کر دیتی۔ مرزا قادیانی اور اسکے پیروکاروں نے اس مسئلہ کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔ وہ برطانیہ کا دفاع کرتا تھا اور مرزا کی موت کے بعد اسکے پیروکار انڈیا کی آزادی وخود مختاری کا مذاق اڑاتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ انہیں برطانیہ کا ایجنٹ اور برطانوی سازش کا ایک اہم کردار سمجھنے لگے۔ درحقیقت برطانوی انہیں ایک مشکل میں چھوڑ آئے اور ان سے بے وفائی کی۔

مرزا قادیانی کی موت کے بعد قادیانی کمیونٹی آہستہ آہستہ تقسیم ہونا شروع ہوگئی۔ یہ تقسیم اپنی انتہا کو اس وقت پہنچی جب مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین محمود احمد دوسرا خلیفہ بنا (مرزا قادیانی کے جانشینوں کا لقب) ایک گروپ قادیان میں رہا اور دوسرا گروپ لاہور آ گیا۔ قادیانی گروپ محمود احمد کی قیادت میں مرزا قادیانی کے دعوؤں کیساتھ وفادار رہا جبکہ لاہوری گروپ ان دعوؤں سے کچھ پیچھے ہٹ گیا لیکن اس تقسیم کا سبب اسلامی سیاست کا احیاء تھا۔ مرزا قادیانی کا ہمیشہ یہ مقصد رہا کہ وہ سارے مسلمانوں کا رہنما ہے۔ اسکے پیروکار بھی خود کو مسلمانوں کے رہنما سمجھتے ہیں۔ اب جب کمیونٹی کی تجدید ہو چکی تھی اور وہ سیاسی طور پر متحرک ہو چکی تھی مرزا قادیانی کے پیروکار اسے اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ یہ بڑا عجیب لگتا تھا کہ مسلمان اسے اپنا رہنما بنائیں جیسے یہ کہیں کہ تم کافر یا وہ کہیں کہ تم کافر ہو۔ اس طرح لاہوری گروہ نے یہ کوشش کی کہ مرزا قادیانی کے ان سارے دعوؤں کو ختم کرے جن کی وجہ سے اس کے پیروکاروں کو کافر کہا جائے۔ وہ مسلم لیگ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے تھے جبکہ قادیانی گروپ سیکولر ازم کیساتھ چمٹا رہا اور مرزا قادیانی کے سارے دعوؤں کی تائید جاری رکھی قادیانی گروہ مرزا قادیانی کا سچا پیروکار تھا جبکہ لاہوری گروہ منافق تھا جو چاہتا تھا کہ دونوں راستے کھلے رکھے۔ لیکن اسلامی سیاست کا احیاء جب طاقتور ہونے لگا تو قادیانی مسلمانوں کی سیاست میں داخل ہو گئے انہوں نے یہ بات کئی طرح معقول بنائی۔ پہلی جنگ عظیم میں انہوں نے برطانیہ کو مشورہ دیا کہ ہندوستانی داخلی حکمرانی کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ گوروں سے حکومت میں جتنا خاص سلوک کرتے ہیں اور اتنا ہی ہندوستانیوں سے حکومتی دفتروں میں برا سلوک کیا جاتا ہے۔ تو انکی سیاست کے مداخلت کار کی حیثیت سے وہ حکومت کو نرم اور بہتر پالیسی اختیار کر کے سیکولر ازم کو بچانا چاہتے تھے۔ اور یہ یقیناً اچھا ہوا کہ اگر قادیانی مسلمانوں کی سیاست کے رہنما ہوتے تاکہ بے دین طریقوں سے ان کی رہنمائی کرتے، وہ برطانیہ کی کٹھ پتلی کی

حیثیت سے بھی سامنے آنا نہیں چاہتے تھے تو ابھی تک یہی کہتے کہ وہ برطانیہ کے وفادار ہیں لیکن راج کے ناقد ہیں اور وہ اسکو اصلاح کا نام دیتے۔

وہ برطانیہ کی دنیا کے بارے میں پالیسیوں پر تنقید کرتے۔ مرزا قادیانی نے برطانیہ کی فلیسطین کے بارے میں یہود نواز پالیسی پر تنقید کی۔ مرزا قادیانی اور دیگر قادیانی ۱۹۲۹ء میں آل انڈیا مسلم کشمیر کانفرنس میں شامل ہوئے اور ایک اہم قادیانی ظفر اللہ خاں ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا رہنما بن گیا اور پاکستان کا وزیر خارجہ بنا۔ قادیانی مسلمانوں کی سیاست میں حصہ لینے کی صلاحیت رکھتے تھے لیکن انکا مقصد لادینیت کا دفاع ہوتا تھا یہاں تک کہ قیام پاکستان کا مقصد انکی نظر میں یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کیلیے ایک مملکت بنائی جائے جو کہ مذہبی نہ ہو۔ سادہ سی بات ہے وہ برطانوی راج کے تسلسل کیلیے کوشاں تھے۔ آزادی پاکستان کے وقت ظفر اللہ خاں معر تھا کہ پاکستان کو مکمل طور پر مغرب کے ساتھ نتھی کردے۔ قادیانیوں کی کوشش تھی کہ سیاست کو مشکلات سے دوچار کردیا جائے انہیں ہمیشہ برطانوی پٹھوؤں کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ قادیانیوں کی کشمیر کمیٹی میں موجودگی سے ان پر اور ظفر اللہ خاں پر شدید ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا اور علامہ اقبال نے انکو مسترد کردیا۔ جب علامہ اقبال نے نہرو پر شدید تنقید کی تو قادیانیوں نے اسکا دفاع کیا۔ جیسے پاکستان معرض وجود میں آیا تو قادیانیوں کے بارے میں سوالات ایک بار پھر سامنے آئے۔ کئی سال تک پاکستان میں قادیانیوں سے بدترین اختلاف اور جھگڑا ہوتا رہا۔ ۱۹۷۴ء میں مرزا قادیانی اور اسکے پیروکاروں کی ناکامی اپنے انجام کو پہنچی۔ قادیانی اور لاہوری گروہ کو ہر کوئی نفرت سے دیکھتا۔ ہندوؤں کے ہجوم کیساتھ قادیانی بھی قادیان سے بھاگ نکلے جس طرح دوسرے مسلمان ہجرت کر گئے۔ سب مسلمان ان سے نفرت کرتے تھے اور جلد ہی انہیں یہ محسوس ہوگیا کہ پاکستان انکے لیے محفوظ جگہ نہیں ہے۔ وہ مغرب میں بھی کوئی ترقی نہ کر سکے۔ مرزا قادیانی کو اُمید تھی کہ وہ انگلینڈ اور باقی یورپ کو بدل ڈالے گا لیکن ایک تو نسلی امتیاز اور دوسرے مسلمانوں کی ایک بہت ہی بڑی اکثریت نے اسکو ناممکن بنا دیا۔ قومی اور نسلی نفرتوں نے انکو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رکھا تھا۔ لادینی سیکولرازم نہ صرف ہندوؤں میں ناکام ہوا تھا بلکہ یہ ہر جگہ ناکام ہوگیا تھا۔

آزاد ہندوستان سیکولر کے نظریہ پر معرض وجود میں آیا لیکن آج سیکولرازم مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ ہندو فرقہ پرست جماعت وہاں کے معنوی سیکولرازم کے لیے دھمکی ہے۔ الجیریا کی بے دین ریاست خوفناک خون خرابے پر اختتام پذیر ہوئی ہے۔ مسلمان ممالک میں سے سب سے بڑی سیکولر ریاست ترکی کردوں اور ترکوں میں شدید اختلافات کو ختم کرنے میں ناکام ہے۔ مصر کی بے دین ریاست اپنی بقا کیلیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ یورپ کی تمام

بے دین ریاستیں مسلمانوں کے بارے میں عدم برداشت کی پالیسی اپنائے ہوئے ہیں۔اس طرح یہ بے دین ریاستیں مسلمان الابادی کی بے دخلی اور انکی زندگی کیلیے خطرہ ہیں۔بوسنیا میں نسل کشی کی کوششیں کی گئیں ہیں۔ان تمام ممالک میں لوگ اسلامی سیاست کی طرف پلٹ رہے ہیں۔مسلمانوں کا ان ریاستوں میں اسلامی سیاست میں کچھ نہ کچھ سرگرم ہوئے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں۔سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو سیاست میں اس شکل میں حصہ لینا چاہیے؟ تا کہ مسلمانوں کو اسلامی سیاست سے روکا جائے جیسا کہ مرزا قادیانی کو پسند تھا۔سیکولرازم کی ناکامی کا سبب ان جدید ریاستوں میں جس مطلب پر ہے مسلمانوں کو اس سے اپنا دفاع کرنا چاہیے۔یہ دفاع اسلامی ریاست اور مسلمان رہنما پر اعتماد کر کے ہی کیا جا سکتا ہے۔جدید ریاست اس اصول پر استوار ہے کہ انکی سرحدوں کے اندر رہنے والے مکمل اور غیر مشروط طور پر انکی اطاعت کریں ماسوا ریاستی طاقت کے جو زندگی کے تمام شعبوں کی باقاعدہ تنظیم کرتی ہے اور وہ کوئی طریقہ اختیار کرسکتی ہے۔جدید ریاست کا سب سے بڑا اصول انسان کی حکومت انسان پر ہے جو تمام مشکلات کا سرچشمہ ہے۔جدید ریاست اس بہت ہی بڑی قوت کو ایک بڑی انتظامیہ اور فوجی ہتھیاروں کے ذریعے کنٹرول کرتی ہے لیکن وہ اس طاقت کو انصاف کے ہاتھوں میں نہیں دیتی۔وہ اس طاقت کو لوگوں کے گروپ میں رکھتی ہے اور یہ گروہ جس کو جتنا نقصان پہنچانا چاہے پہنچا سکتا ہے اور جتنا چاہے فوائد حاصل کرے۔اس طرح ان فوائد کے تسلسل کو قائم رکھنے اور ریاست کا کنٹرول سنبھالنے کے لیے میدان جنگ برپا ہوتا ہے۔جدید ریاست ہمیشہ کسی گروہ کے مفاد اور انکی بقاء کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ہندوستان پر برطانوی حکومت صرف گوروں کے مفاد کیلیے استعمال کی گئی تھی۔

سفید فام انگریزوں نے تمام بہتر جابیں (نوکریاں) حاصل کرلیں۔ریاست کی اقتصادی و معاشرتی قوت گوروں کے فائدے کیلیے استعمال کی گئی۔تجارت اور انڈسٹری لنکا شائر کی روئی تجارت کے فائدے کیلیے تھی نہ ہندوستانیوں کیلیے۔جدید ریاست بے دین ہے اس کے لیے کوئی بات نہیں ہے کہ وہ مذہب کے بارے میں پوچھے کہ شہری کون ہے یا کون نہیں ہے؟ ریاست صرف یہ چاہتی ہے کہ لوگ وفادار رہیں اور ریاست عام طور پر قوم کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کی وفاداری کی تعریف کرتی رہے۔انگلینڈ انگریزوں کیلیے ہے نا کہ غیر ملکیوں کیلیے۔ترکی ترکوں کے لیے ہے اور کرد اپنی پیدائشی دھرتی پر غیر ملکی ہیں۔جدید ریاست اس لیے لادین ہے کیونکہ مذہب اس کے لیے ایک خطرہ ہے۔فرانس میں کیتھولک چرچ کو ریاست کے لیے خطرہ سمجھا گیا لیکن ریاست بے دینوں کا آلہ کار بن گئی اور وہ اسی طرح تسلط قائم رکھتے ہوئے اور حد درجہ تجاوز کرتے جس طرح کوئی مذہبی گروہ کرتا ہے۔کیمونسٹ دنیا میں ساری دولت اور طاقت ملحدوں کو دیدی گئی اور مذہبی لوگوں کو دشمن سمجھا گیا اور انہیں فراشی مراکز میں قتل گاہوں میں رکھا گیا یا

انہیں غربت وافلاس میں مبتلا کر دیا گیا۔جدید ریاست بے دین ہے اور مظالم کی انتہا کر کے یہ ثابت کر چکی ہے کہ وہ کتنی بے دین ہے۔جرمنی میں بیماروں اور بے گناہوں کو قتل کیا گیا اسقاط حمل عام ہو گیا اور زیادہ تر عورتوں نے زندگی میں چھ سات بار اسقاط حمل کر لیا۔جدید برطانیہ میں ہر قسم کی جنسی بے راہروی قانونی ہے اور میڈیا اسے عام کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور ریاست پابندی عائد کرنے سے انکاری ہے۔اب یہ ایک عام چیز ہو گئی۔یہ تمام قسم کی ظالمانہ باتیں ریاست کے بے دین ہونے کی علامت کے طور پر لی جاتی ہیں۔ریاست میں لوگوں کو قابو رکھنے کیلئے اپنی طاقت استعمال کرتی ہے۔کئی جدید ملکوں میں کمیونٹی کی خودمختاری ختم ہو چکی ہے۔تعلیم،صحت،مکانات،تجارت،انڈسٹری ہر چیز کو ریاست کنٹرول کرتی ہے۔اب کمیونٹی باقی نہیں رہی۔کمیونسٹ اور فاشسٹ ملکوں میں نجی زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔خاندانی نظام تباہ و برباد کر دیا گیا اور بچے حکومتی اداروں میں پروان چڑھ رہے ہیں۔بعض مقامات جیسے کمیونسٹ چین میں ایک عام آدمی کی ساری زندگی اجتماعی نظام کے لیے منظم کی جاتی ہے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو سادہ اور مزدور کیمپوں میں رکھا جاتا ہے اور وہاں وہ محافظوں کی نگرانی میں رہتے ہیں۔لاکھوں کو ایک بڑی آرمی کیلئے بھرتی کیا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ سارجنٹ کے ماتحت رہتے ہیں۔یہ ہے جدید بے دین ریاست اور یہ ایک انتہائی ظالمانہ حادثہ ہو چکا ہے۔

بیسویں صدی میں پوری دنیا نے اپنا زیادہ وقت جدید ریاستوں کی پیدا کردہ بلائے ناگہانی سے نکلنے میں صرف کیا۔آج جدید ریاستوں کی مکمل ناکامی کو سب تسلیم کرتے ہیں۔مسلمان بھی جدید ریاست کی آفات سے شدید متاثر ہوئے۔مسلمان ہونے کی وجہ سے مسلمانوں پر نوکریوں کے دروازے بند کر دیئے گئے۔زیادہ تر مسلمان ملکوں میں طاقت اور دولت بے دینوں اور ملحدوں کے پاس تھی اور انہیں ان سے بے دخل کر دیا گیا۔مسلمانوں کو عام طور پر ایک غلط نسل اور قول سمجھا گیا۔آزادی کے نام پر مسلمانوں کے مذہبی عقائد پر حملے کیے گئے اور انکے بچوں کو اسلام سے نفرت پر مبنی ریاستی نظریات حاصل کرنے پر مجبور کر دیا گیا اور مسلمانوں کو نگرانی اور مزدوروں کے کیمپوں میں رکھا گیا۔مسلمانوں سے ان کی جائیدادیں ہتھیالی گئیں مسلمانوں کو انکا خاندانی نظام برقرار رکھنے سے انکار کر دیا گیا۔مسلمان محض مسلمان ہونے کی وجہ سے ان تکالیف میں مبتلا کر دیئے گئے۔مسلمانوں پر یہ حملے ریاستی سطح پر ہوئے۔انڈیا سے لیکر انگلینڈ اور ترکی،چیچنیا سے لیکر بوسنیا تک،جرمنی سے لیکر اسرائیل تک کئی مقامات پر بڑے زم وشریفانہ انداز میں حملے ہوئے اور بعض مقامات پر جیسے روس وغیرہ واپس اسلامی سیاست کی طرف پلٹنا چاہتے ہیں اس لیے اسلامی سیاست ضروری ہے۔ابھی حال ہی میں کتاب''خلافۃ المسیح''میں مرزا طاہر احمد(مرزا کے چوتھے جانشین)نے سیکولر

سیاست پر اپنے نظریات کا اظہار کیا ہے اور سیکولر سیاست کی وہ تصویر دکھائی ہے جس کی آپ اس کے پیروکاروں سے توقع رکھ سکتے ہیں۔وہ تسلیم کرتا ہے کہ سیکولر سیاست میں چند خرابیاں ہیں لیکن ایسی حکومت کو ختم کرنے کی مخالفت کی ہے طاقت کے ذریعے۔اگر آپ یہ سوچتے ہیں انکا مطلب مکمل نہیں ہے تو وہ دراصل کیمونزم کی تعریف کر رہا ہے کیونکہ اس نے قرون وسطی کے اسلام کو ختم کیا۔اسٹالن نے ہزاروں علماء وصوفیاء کو قتل کیا اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں کو مارا اور پوری مسلم آبادی کو ملک بدر کیا اور مساجد و مسلمانوں کی تہذیب کو تباہ و برباد کیا جو اس سے ممکن تھا۔لیکن پھر بھی یہ برا نہیں ہے کیونکہ یہ وہ روایتی علماء ہیں جو مرزا قادیانی کی مخالفت کر رہے تھے۔جس نے ان روایتی علماء کو تو خارج کر دیا تھا۔لاکھوں مسلمانوں کو مرنے دیں تو یہ برا نہیں بس مرزا قادیانی کو دعوے کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دیں۔ہم جیسا کہ پہلے ہی نظر ڈال چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کا مقصد اس دور میں دنیا کا سب سے بڑا مذہبی رہنما بننا تھا۔وہ مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کا سب سے بڑا عالمی لیڈر بننا چاہتا تھا۔دنیا کی ریاستوں سے بالا تر بطور رہبر و معلم۔یہ بات مرزا قادیانی نے واضح کی ہے کہ یہ اسکا خواب ہے۔مرزا طاہر احمد نے یہ بھی واضح کیا کہ اسکا خواب بھی یہی ہے۔اس کے نقطہ نظر سے جدید دنیا کے مسائل کا حل یہ ہے کہ دنیا پر ایک ہی حکومت ہو اور وہ حکومت ساری انسانیت کو اکٹھا کرے اور اس طرح پوری دنیا میں امن و امان کا بول بالا ہو اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کام اقوام متحدہ کے ذریعے ہو سکے۔

جس کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ ہر جگہ مداخلت کرے اور اس طرح عدل و انصاف کا چرچا ہو۔اور اس طرح سب قوموں کا دنیا میں ایک ہی رہنما اور ایک ہی مذہب ہوگا اور وہ مرزا طاہر احمد ہوگا۔کئی لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ دنیا میں ممالک کی تعداد زیادہ ہے یہ لڑائی جھگڑے کا سبب ہیں۔یہ بزدل لوگوں کا ایک نامکمل خواب ہے۔سیکولرازم مکمل طور پر پاگلانہ خواب ہے اور یہ کہ پوری دنیا ایک سیکولر ریاست ہو۔اور اس طرح قادیانیت کے لیے کام آسان ہو جائے گا اور انہیں صرف اقوام متحدہ کے سربراہ کو متاثر کرنا ہوگا۔اور اس طرح خلیفۃ المسیح دنیا کا پوپ بن جائے گا۔یہ ایک احمقانہ خیال ہے روس، امریکہ اور ہندوستان کو اپنے ضروری مفادات سے دستبردار ہو کر عالمی حکومت کے سپرد کرنے ہونگے اور اس حکومت کو بڑی بڑی آرمی کی ضرورت ہوگی اور یہ ایک ناممکن چیز ہے۔ایک چھوٹے سے ملک یوگوسلاویہ کے ٹوٹنے پر کس قدر نسلی فسادات ہوئے۔آپ خود اندازہ کریں کہ پوری دنیا کا نظام چلانے کے لیے کتنی بڑی قوت کی ضرورت ہوگی۔ان کا یہ سارا خیال دن میں خواب دیکھنے کی مانند ہے۔اگر پوری انسانیت ایک ہی مذہب قبول کرلے تو کتنی زندگی آسان ہو جائے گی لیکن اس میں مشکل یہ ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے سب لوگوں کو اپنے

مذہب سے دستبردار ہونا پڑے گا بشمول اسٹالن کے سوویت یونین سب کو شکست تسلیم کرنا ہوگا۔ اسکا کیا سہانا خواب ہے اس طرح طرح تو مذہب صرف اخلاقی چیز ہو کر رہ جائے گا۔ اس کے مطابق سیکولرازم کی جیت ہوتی ہے اور ایک عالمی سیکولر ریاست معرض وجود میں آجاتی ہے۔ مرزا قادیانی دراصل اس سیکولر اسٹیٹ کی خوبصورتی میں اضافہ کرنا چاہتا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ خوفناک حقوق انسانی کی پامالی، نسل پرستی، بے رحم دین دشمنی قومی نفرت ہے۔ یہ ایک انسان کی دوسرے انسان پر حکومت کی انتہائی شکل ہے۔ مرزا طاہر احمد کے اس حقیقت کی دوسرے انسان پر حکومت کی انتہائی شکل کے مطابق یہ ایک بدترین انسانی نظام حکومت ہے۔ ریاست کو عادلانہ بنانے کے لیے صرف یہی راستہ ہے کہ ریاست سے اس کی قوت واپس لی جائے۔

مغرب کے سینکڑوں سال کے تجربات اس نظام کو رد کرنے کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔ بعض افراتفری پھیلانے والے تو خود سیاست کی طاقت کو ختم کرنے کے خواب دیکھ چکے ہیں اور کچھ سوشلسٹ معاشرے کو زیادہ منصفانہ بنانے کیلئے ریاست کو تباہ و برباد کرنے کے خواب دیکھ چکے ہیں۔ زیادہ تر لوگوں نے اب یہ محسوس کیا ہے کہ ہم سب سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ریاست کی طاقت کو محدود کیا جائے اور یہ طاقت کیمونٹی کو واپس ملنی چاہیے اور انسان کو آزادی ہو۔ مرزا طاہر احمد پوری دنیا کے لیے ایک ہی ریاست کی صورت میں مسائل کا حل دیکھتا ہے جبکہ مغرب کے ذہین ترین لوگ مسائل کا حل ریاست کے محدود اختیارات اور اسکی کمزوری کو سمجھتے ہیں۔ اب اسلامی سیاست کی تجدید کا مقصد مسلمانوں کو جدید لادین ریاستوں سے بچانا ہے۔ ہندوستان میں برطانوی راج کے ماتحت مسلمان منصفانہ زندگی نہیں گزار سکتے تھے اس لیے اسلامی سیاست کا احیاء ہوا اور ہندو حکومت کے تحت بھی زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ مصر اور الجیریا میں مسلم ریاست اس لیے زندہ ہے کیونکہ ناصر اور FLN کے ہاتھوں انہوں نے شدید تکلیفیں جھیلیں۔ برطانیہ میں مسلمان بطور مسلم سیاست میں کردار ادا کرتے تھے کیونکہ ریاست انکے خلاف ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے سلوک کرتی تھی۔ مسلمانوں نے لادینیت کو مسترد کر دیا ہے۔ اور وہ اسلامی سیاست کی تلاش کرتے ہیں کیونکہ بے دینی ریاست انکے لیے ایک خطرہ ہے۔ مسلمان اصل میں اس مشکل کا شکار ہیں کہ اسلامی سیاست کی کون سی قسم سب سے اچھی ہے۔ یہ نہایت حماقت ہوگی کہ انہیں کہا جائے کہ وہ سیاست سے باہر نکل جائیں سیکولر اسٹیٹ جو کچھ ان کیلئے بہتر سوچے وہ اسے قبول کر لیں۔ مصنف کہتا ہے محض ان پر اعتماد کرتے ہوئے۔

جس طرح کہ مرزا طاہر احمد انہیں مشورہ دیتا ہے کہ مسلمانوں کو سیاست میں ضرور حصہ لینا چاہیے۔ اور مرزا قادیانی کس قدر احمق لگتا ہے جس نے اپنے مختلف دعووں کے ذریعے مستقبل کی اسلامی سیاست کی بنیاد کو تباہ و برباد

کرنے کی کوششیں کیں۔وہ مسلمانوں کا دفاع صرف خلیفۃ المسیح کے ذریعے مختلف حکومت پر اخلاقی دباؤ کے ذریعے کرنا چاہتا ہے۔تاریخ نے اسے احمق ثابت کیا ہے۔دنیا میں کہیں بھی مسلمان اسلامی سیاست کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔اگر اُمت مرزا قادیانی قبول کر لیتی تو وہ اس راستے پہ ہوتی جس پر بوسنیا کے لوگ ہیں۔مسلمان جدید لادین ریاست قبول نہیں کر سکتے انہیں اسلامی سیاست ہی اکتیار کرنا ہوگی۔اُمت کبھی بھی غلط پر متفق نہیں ہو سکتی۔اُمت نے مرزا قادیانی کو مسترد کر دیا ہے۔اگر اُمت مرزا قادیانی کو مسترد نہ کرتی تو پوری اُمت تباہ ہو جاتی۔بلاشک مرزا قادیانی ایک دجال تھا اور وہ یقیناً بدترین کافر تھا۔اس مختصر کتاب میں پوری تفصیل بیان کرنا اور تمام معاملات پر گفتگو کرنا ناممکن ہے لیکن مرزا قادیانی اور اسکے پیروکاروں کی ایک صحیح تصویر واضح ہو جاتی ہے۔مرزا کی شدید خواہش تھی کہ وہ قوت حاصل کرنے اور مسلمانوں کے علم الکلام اور انکے قوانین کو ختم کرنے کے لیے دعوے کرنے کو درست سمجھتا تھا اور وہ پوری دنیا کا سربراہ بننا چاہتا تھا جس میں ساری قوت سیکولر حکمرانوں کے پاس ہو اور وہ رہنمائی کرے۔اس کیلئے وہ مسلمانوں کے تمام اداروں اور ان کے رہنماؤں کو تباہ و برباد کرنے پر تلا ہوا تھا تاکہ انکی جگہ اور اُمت کی جگہ پر اس کے پیروکار آ جائیں۔اسکا سبب اسکا غرور و تکبر اور خود نمائی و خود غرضی تھی۔وہ اور اسکے پیروکار دونوں مسلمانوں کو خطرے میں ڈالنے سے کچھ ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے اگر انکو معلوم ہوتا کہ اس میں ان کا فائدہ ہے۔کبھی کبھی برائی سے اچھائی نکل آتی ہے۔ہم پوچھ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے کبھی کوئی اچھائی بھی آئی ہے؟جس کا جواب نفی میں ہے۔ ناکام اور مصیبت زدہ قسم کے لوگوں نے انکی پیروی کی ہے اور وہ اسکے پیروکار مسلمانوں پر ایک عذاب ہیں اور ہر بحث کا نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کی مشکلیں حل کرنے کیلئے کچھ نہیں کیا بلکہ ان مشکلات کو اور بڑھا دیا ہے۔مسلم دنیا کا سب سے بدترین چہرہ انکی ظالمانہ حکومتیں ہیں۔قادیانی ہمیشہ آہستہ آہستہ اتھارٹی حاصل کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔انہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ ظالموں کے خلاف مزاحمت نہ کریں۔مسلمان دنیا علماء کی طاقت اور انکی قابلیت اور مسلمانوں کا فکری زوال دیکھ چکے تھے۔مرزا قادیانی علماء سے متفق نہ تھا۔مسلم دنیا کو مغرب کی ذہانت کا چیلنج درپیش ہے۔مرزا قادیانی کے پیروکار مغرب اور انکے نظریات کی پوجا کرتے تھے۔انکا مغرب کو جواب دینے کا انداز انتہائی بودہ تھا جس طرح کہ کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں اور مسلمان باہمی لڑنے جھگڑنے والے فرقوں میں تقسیم تھے۔مرزا قادیانی نے ایک بدترین اور جھگڑالو فرقے کی بنیاد رکھی۔مسلمانوں کو کمیونزم کے خطرے کا سامنا تھا۔مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں بدترین فرقہ واریت کو استعمال کیا جسے ہندوستان نے قبل ازیں نہیں دیکھا تھا۔مسلمانوں کو اُمت کی تقسیم کا مسئلہ درپیش تھا اس لیے دنیا میں تکلیف زدہ مسلمانوں کی انہیں فکر نہ تھی۔

مرزا قادیانی اور اسکے پیروکاروں نے افغانستان وترکی پر برطانوی حملوں کا کوئی نوٹس نہ لیا۔مزید برآں پوری دنیا میں مسلمان بے دین ریاستوں کے ہاتھوں سخت مصیبتیں جھیل رہے تھے۔قادیانیوں نے اس کا کوئی حل نہ سوچا اور نہ پیش کیا سوا اسکے کہ مستقبل کی متوقع اقوام متحدہ کی عالمی حکومت پر یقین رکھا جائے۔مرزا قادیانی کی اپنی ساری زندگی اپنی

ہی مشکلات کو حل کرنے میں گزری۔اسے مسلمانوں کی نہ کوئی فکر تھی اور نہ ہی ان سے کوئی پیار تھا۔اسے صرف اپنا اور اپنی ذات کا خیال تھا۔آج قادیانیت ایک نہایت چھوٹا سا فرقہ ہے اور ایسے مذہبی صیہونیوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا رہنما ثابت کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں۔

Scientologists اور Moonies جیسے گمراہ عام ہیں اور انہوں نے جدید مغربی لادین ریاستوں میں اپنی جگہ بنانے کے خاکے بھی بنا رکھے ہیں۔مسلمانوں کو آج اشکل کا سامنا ہے کہ وہ صحیح اسلامی سیاست تلاش کریں جو انہیں زندہ رکھنے میں اور جدید سیکولر مغربی خیال کے زیر تسلط علاقوں میں اپنی بقاء قائم رکھنے میں مدد دے گی۔یہ سیاست ضروری ہے کہ سب سے بڑا موضوع ہو اسکو مناسب طریقے سے نہیں لیا گیا۔لیکن آج اسلام کا نام لینے میں دو قسم کے انتہاپسند ہیں۔پہلا یہ کہ سیکولرازم کو مکمل قبول کرنا جو کہ مرزا قادیانی کی پالیسی تھی۔کئی مسلمان اسکی پیروی کرتے ہیں جو حقیقت میں مرزا قادیانی کو قبول کرتے ہیں۔

دوسرا انتہاپسند گروہ "حزب التحریر" ہے جو انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں اور جدید مغربی ریاستوں کی جگہ اسلامی ریاست کو لانا چاہتے ہیں۔مشکل یہ ہے کہ اسلامی ریاست مغرب کی بدترین بے دین ریاست کی نقالی،ہٹلر اور اسٹالن کی مکمل نقل!وہ خیال تو یہ کرتے ہیں کہ وہ مغرب کے مخالف ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح ریاست کی پوجا کرتے ہیں۔جس ریاست کی مرزا قادیانی پوجا کرتا تھا اسکا نقشہ بیان کر چکے ہیں کہ وہ خوفناک نفرت،جرائم اور بدنظمی کا راستہ ہے۔

حزب التحریر کی اسلامی ریاست بھی بہت ظالمانہ اور دھماکہ خیز ہے جو کبھی بھی ان شاء اللہ قائم نہ ہوگی۔مرزا قادیانی اور حزب التحریر دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ لوگوں کی مشکلات کا حل ریاست کا قیام ہے۔اسلامی سیاست ضروری ہے تاہم اسکی تعمیر ریاست کی قوت کی کمی پر استوار ہو۔مسلمان کمیونٹی کو طاقت واپس لینی چاہیے۔حقیقی رہنما علماء وصوفیاء میں سے ہو اور کمیونٹی انکی پشت پر ہو اور وہ حکمران رہنمائی کریں تاکہ وہ کمیونٹی کو بچا سکے اور شریعت نافذ کرے۔یہ روایتی سیاست ہے اور سیاست کی یہ قسم امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے اختیار کی ہے۔ہمیں چاہیے کہ امام

احمد رضا علیہ الرحمہ کے کام کا مطالعہ کریں اور آج مسلمانوں کیلئے بالکل درست راستہ دریافت کریں۔امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے مغرب کو کوئی رعایت نہیں

دی۔انہوں نے پوری شریعت کو محفوظ کیا اور اسلامی زندگی ونظریات وخیالات کو محفوظ بنایا ہے۔حاصل بحث یہ ہے کہ مسلمانوں کو آگاہ رہنا چاہیے کہ مرزا قادیانی اور اسکے پیروکار بدتر کافر ہیں اور انکی بھرپور مخالفت کرنی چاہیے اور انہیں مسترد کر دینا چاہیے۔اگر قادیانی کامیاب ہوتے ہیں تو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی انکی کوئی حد نہیں ہے۔اسکے پیروکاروں کو اسے مکمل طور پر چھوڑ دینا چاہیے اور انکی پیروی چھوڑ دیں۔اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی اُمت کی طرف پلٹ آئیں اور سچائی وکامیابی کی طرف واپس آجائیں۔پیغمبر اعظم ﷺ کی توقیر اور ان سے محبت و پیار کریں اور اپنے خاتم النبیین وحسین آقا حضرت محمد ﷺ کی طرف واپس آجائیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆